طلوعِ فکر

از

جوشؔ ملیح آبادی

یہ مسدّس چہاردہ صد سالہ جشنِ یادگارِ
مرتضوی کے موقع پر
ایک عظیم الشان اجتماع میں
پڑھا گیا

دو روپے پچاس پیسے

شادم از زندگیِ خویش کہ کارے کردم

انتساب

میں اپنے بدترین دورِ ابتلاء کی اس ادبی تخلیق
کو اپنے ان بہترین دوست سید ابو طالبؔ نقوی کے
ترین نام سے منسوب کرتا ہوں، جن کا تصور، میرا نغمہ ہے
اور جن کا تبسم میری صبحِ کوہسار ہے ——— اور جن
رگوں میں اسی عدیم النظیر مفکرِ اعظم کا خونِ پاک گردش
ہے جو میری اس نظم کا موضوع ہے ——— اور جس کی
حیرت ناک و عظیم شخصیت اس قلزمِ کائنات میں ایک
منارۂ نور و شعور ہے جس کی تابانیاں حیاتِ انسانی کے تمام
سفینوں کا احاطہ کئے ہوئے ہیں

جوشؔ ملیح آبادی

جب چہرۂ افق سے اٹھی سرمئی نقاب
کانپے نجوم، زرد ہوا روئے ماہ تاب
چھلکے فلک کے جام کھلے سرخیوں کے باب
اڑنے لگا عبیر برسنے لگی شراب
رنگوں کی آب و تاب چرانے لگی فضا
آہستگی سے ہوش میں آنے لگی فضا

چونکی زمیں، تبسّمِ پنہاں لیے ہوئے

افسانۂ شباب کا عُنواں لیے ہوئے

روئے خُنک پہ رنگِ شبستاں لیے ہوئے

آنکھوں کے جُھٹ پُٹے میں چراغاں لیے ہوئے

تاروں کی چھاؤں جذبِ کیفِ بکھیر دیا اُٹھی

گویا بڑھی لٹک سے کوئی نازنیں اُٹھی

گردوں، سیاہ ابر کے پارے لئے ہوئے

پاروں کی جھلملی میں شرارے لئے ہوئے

کاجل میں، انکھڑیوں کے اشارے لئے ہوئے

چلمن میں، بادلے کے کنارے لئے ہوئے

طوفانِ بادلے میں، عجب پیچ و تاب کے

اور موجِ پیچ و تاب میں تختے گلاب کے

بے چین ظلمتوں میں بھٹکتی ہوئی فضا

نوکارِ ضو کی سر سے ڈھلکتی ہوئی ردا

کہرے کی وادیوں سے جھلکتی ہوئی ضیا

جس طور سے کہ بھاپ کی چادر میں آئینا

گویا نقابِ جلوۂ جاناں لیے ہوئے

یا شمع ہے کوئی تہِ داماں لیے ہوئے

نوخاستہ فضاؤں میں اِک طُرفہ پیش و پس

بجتا ہُوا ندی میں مُلائم نوا جرس

کُھلتی ہُوئی زمیں کی کہانی بہر نفس

شبنم کے آب و رنگ میں پھیلے بہار کا رس

گُل چہرہ پتیوں پہ نگینے جڑے ہُوئے

گوشِ چمن میں اوس کے بُندے پڑے ہُوئے

ہلتی سی ٹہنیوں میں، زرافشاں سے برگ و بار

اُٹھتی سی چلمنوں سے جھلکتا سا، روئے یار

جنباں سی تیرگی میں، سلونے سے مرغزار

رقصاں سی روشنی میں، سُہانا سا روزگار

دن ہے کہ رات، ایک تزلزل سا، رائے میں

طفلی کا اضطراب جوانی کے سائے میں

دِل نے نویدِ آمدِ فصلِ بہار دی

مَوجِ صبا نے دعوتِ چنگ و ستار دی

اَنوار نے وہ کِسوتِ نقش و نِگار دی

سلمےٰ کی آسمان نے دلائی اُتار دی

بالائے چرخ، صُبح کا تارا چمک اُٹھا

جیسے کسی بُلاق کا موتی جھلک اُٹھا

خورشید کی جبیں جو ذرا سی چمک گئی

لیلائے تیرگی کی کلائی مڑک گئی

پھر ایک ضو جو درز شفق سے جھلک گئی

گویا شراب تند سے مینا درک گئی

بنت عنب نے ہنس کے جو گھونگٹ اٹھا دیا

مشرق نے اک شراب کا دریا بہا دیا

منھ گلؔ ستاں میں لیلئ شب کا اُتر گیا

بھونرا فضائے باغ سے پرواز کر گیا

ہمکی زمین، سطح سے بستاں اُبھر گیا

بہرِ نظارہ وقت گریزاں ٹھہر گیا

آیا جو لالہ زار میں جھونکا نسیم کا

اُترا غنودہ گنج میں ڈولا شمیم کا

پھوٹی کرن، زمیں کی گھٹن دور ہو گئی

شبنم کی بوند بوند خمِ نور ہو گئی

دنیا تمام جلوہ گہِ طور ہو گئی

ہر پنکھڑی جوان ہوئی، حور ہو گئی

تابشِ، نویدِ شرحِ پئے صدر ہو گئی

گویا جہاں میں صبحِ شبِ قدر ہو گئی

گردوں ادھر طلائی تو اس سمت نقرئی

یہ پارہ سُرمئی ہے تو وہ پارہ سُرمئی

اِک گوشہ کہنئی ہے تو اک گوشہ پستئی

مغرب جو اگر ٹی ہے تو مشرق ہے چمپئی

کاٹے یہ دل بری کے فضائیں تُلی ہوئی

تا دورِ زلف و رخ کی دکانیں کھلی ہوئی

سوئے اُفق بڑھی جو ٹھٹکتی ہوئی ضیا

دوشیزۂ فضا کی مسکنے لگی قبا

آہستگی سے مہرِ تنک ضو اُبھر چلا

بجنے لگا خیال میں سونے کا دائرا

برسا گلال ذہن پہ کندن خیال پر

نوبت بجی منارۂ ذوقِ جمال پر

کچھ مل گئے سے نور میں سرخی گندھی ہوئی

تھرا کے آسماں سے زمیں پر مچل گئی

پودوں نے سر اٹھائے، گلستاں نے سانس لی

سبزے پہ گنگنائی، سیہ چشم روشنی

ہر پنکھڑی میں دفترِ افسانہ کھل گیا

روشن فضا پہ ایک صنم خانہ کھل گیا

بڑھنے لگا شکوہ سے پھر گنبدِ نیلی طبق
رہ رہ کے کروٹیں سی بدلنے لگی شفق
کھلنے لگا فضائے خنک پر نشانِ حق
گردوں، کتاب زر کے الٹنے لگا ورق

موتی گرے زمین پہ شاخیں لچک گئیں
بوسے لیے صبا نے تو کلیاں چٹک گئیں

ٹھنڈی ہوا دلوں کو جگاتی ہوئی چلی

پچھلے پہر کے گیت سناتی ہوئی چلی

ہر خوابگاہِ ناز میں گاتی ہوئی چلی

مکھڑوں پہ کاکلوں کو ہلاتی ہوئی چلی

دودِ چراغِ کشتہ کی زلفیں بکھر گئیں

غرفے ہلے، بھنوؤں کی کمانیں اُتر گئیں

چونکے نِگار، ذہن میں جیسے کوئی قیاس

ناشُستہ عارضوں میں لئے صبح کی مٹھاس

پیڑوں کی گرم بھاپ میں باسی گلوں کی باس

آنکھوں میں رنگ، رنگ میں خوابوں کا انعکاس

خوابوں کا انعکاس، کہانی لئے ہوئے

انگڑائیوں میں کیفِ جوانی لئے ہوئے

بجتی ہوئی ہواؤں میں بھیگے ہوئے بدن

آنکھوں میں فرشِ خواب کی غلطیدہ ہر شکن

ڈوروں کی سرخیوں میں نمِ بادہ موجِ زن

چہروں پہ اینڈ اینڈ کے سونے کا بانکپن

روندے ہوئے تمام دوشالے پڑے ہوئے

ٹوٹے ہوئے زمیں پہ مالے پڑے ہوئے

ڈوبے لٹوں کے سائے جبینوں کے ماہ میں

جیسے یقین کشتِ مکشِ اشتباہ میں

راتوں کے پینگ سایۂ زلفِ سیاہ میں

بوجھی نہ جائے جو، وہ پہیلی نگاہ میں

لب، طعنہ زن، مہارتِ بربط نواز پر

گھڑے وہ گیت، بج نہیں سکتے جو ساز پر

اعضا کے پیچ و تاب میں خوابِ گراں کی رَو

انفاسِ مشک بار میں سوزِ نہاں کی رَو

رنگیں لبوں پر آتشِ آبِ مغاں کی رَو

آنکھوں کی سطحِ سرخ پر اک داستاں کی رَو

غلطیدہ فصلِ گُل کی گھٹا چشمِ ناز میں

رودادِ شب تموّجِ زلفِ دراز میں

انگڑائیاں جو آئیں تو آنکھیں جھلک گئیں

رگ رگ میں ولولوں کی کمانیں کڑک گئیں

رخسار پر شباب کی کلیاں چٹک گئیں

جو چوڑیاں خموش پڑی تھیں کھنک گئیں

مو باف میں اسیر شبِ تار ہو گئی

جوڑا بندھا تو صبح نمودار ہو گئی

موجِ نسیم، تان اُڑاتی ہوئی چلی

مُرغانِ خوش نوا کو جگاتی ہوئی چلی

پتلی کمر کا لوچ دِکھاتی ہوئی چلی

زرّیں چھڑا کڑے سے بجاتی ہوئی چلی

کروٹ فضا نے لی چمنِ روزگار نے

گُل ہنس پڑے، نقاب اُلٹ دی بہار نے

گھر سے چلے تو گھر گئے کرنوں میں سیم تن

سونا ہوا شباب کی چاندی پہ ضو فگن

گرمی سے بڑھ گئی لب و رخسار کی پھبن

ہیرے کی تختیوں پہ مچلنے لگی کرن

چہروں کی آب و تاب جنوں خیز روپ میں

یا چاندنی کھلی ہوئی نو عمر دھوپ میں

اُلو اُن کا جلوس چلا کوہ سار سے

جھانکا کسی نے گوشۂ سرو و چنار سے

آنے لگی ہوائے خنُک لالہ زار سے

اٹھنے لگی دھوئیں کی گھٹا جوئے بار سے

نکلے بڑھے تو نور کی فوجیں ٹھٹھک گئیں

گویا ہوا یہ سیکڑوں پلکیں جھپک گئیں

ٹھٹکی، مڑی، روانہ ہوئی نور کی سپاہ

دمکے کلس، اٹھائی در و بام نے نگاہ

ماتھے پر آسمان کے کج ہو گئی کلاہ

رکھ لی فضا نے سرخ شلوکے میں قرصِ ماہ

سبزے کی روح مست ہوئی جھومنے لگی

شبنم کے موتیوں کو کرن چومنے لگی

چلنے لگیں ہوائیں، چہکنے لگے طیور

رنگین بلندیوں پہ پھُنکا ولولوں کا صُور

ذرّات کی جبیں سے اُبلنے لگا سُرور

پر پھڑپھڑائے، جاگ اُٹھا خاک کا غرور

جھونکوں نے حوصلوں کو چڑھایا جو سان پر

اُڑنے لگا زمین کا طبق آسمان پر

صحرا و دشت و وادی و گل زار، گل چکاں

گنگ و ترنگ، گہر بار و مے فشاں

دراج و کبک و قمری و طاوس نغمہ خواں

ملاح و موج و قلزم و کشتی رواں دواں

ساحل کے موڑ، سرخ کمانیں لئے ہوئے

موجیں تمام منھ میں زبانیں لئے ہوئے

ہندی الفاظ کے ساتھ اگر صوتی کراہت نہ پیدا ہو تو عطف و اضافت جائز ہے۔

اَوجِ فِضا پہ رایتِ زرِ تار گاڑ کر

نِکلی ضیاء، اُفق کا گِریبان پھاڑ کر

ذرّے بسائے خاک نے، تارے اُجاڑ کر

انگڑائی لی حیات نے افشاں کو جھاڑ کر

مِسّی چھُٹی، لبوں کی چمک دُور تک گئی

کنگن گھُما دیا تو کلائی دمک گئی

اُبٹن، ہوا کی موج پہ گُل زار نے مَلا
کنگنا کلائی میں جو بندھا کھِل گئی فضا

کُنجوں کو دھوپ چھاؤں کا جوڑا عطا ہُوا
ہَنسلی پڑی گلے میں تو گُل زار جھوم اُٹھا

اُترا گُلاب و قند، جمادو نَبات پر
سہرا بندھا جبینِ عروسِ حیات پر

جَلووں کا سَیل، سوئے گل و یاسمن مُڑا

ضَو کا جُلوس، جانب گنگ و جَمَن مُڑا

ذرّوں کی سَمت، ناقۂ لعلِ یَمَن مُڑا

دریائے سوزِ ظن، طرفِ حُسنِ ظَن مُڑا

لے نے کیا سنگار، ترانوں کی چھاؤں میں
گھنگرو بندھے نگارِ خموشی کے پاؤں میں

سُرخی بڑھی فضاؤں پہ، تابندگی کے ساتھ

تابندگی، جمال کی رخشندگی کے ساتھ

رخشندگی، شمیم کی بافندگی کے ساتھ

بافندگی، رباب و دفِ زندگی کے ساتھ

اور زندگی، تصوّرِ مطلق لئے ہوئے

انفاس میں خروشِ اناالحق لئے ہوئے

دھوئیں لیے، زمیں کی طرف سرخوشی چلی

احساس کی ترنگ، سوئے بے حسی چلی

غفلت کی سمت از سرِ نو آگاہی چلی

سونے کا تھال سر پہ لیے زندگی چلی

سارنگیاں چھڑیں چمنِ روزگار میں

"حق سیرہ" کی گونج اٹھی لالہ زار میں

نازل ہوئے دلوں پہ بلوریں تصوّرات

پائی خیام ذہن نے زر بفت کی قنات

کولے پہ ہات رکھ کے تھرکنے لگی حیات

چوٹ لئے ہوئے حرکت کی چلی برات

خورشید کے ورود سے گلزار جاگ اٹھا

یوسف جو آئے، مصر کا بازار جاگ اٹھا

یونہیں، فرازِ روح پہ اُبھرا اک آفتاب

دیں کا نشاں، شہود کا علم، آگہی کا باب

حق ساز و حق نواز و حق آواز و حق مآب

مقصودِ عرش، مورثِ افلاک، بوتراب

عرفانِ زندگی کا علم کھولتا ہُوا

بندِ قبائے لوح و قلم کھولتا ہُوا

پیدا ہوا سرودِ ازل سلسبیل میں
اُتری شعاعِ سینۂ فکرِ جمیل میں
روشن ہوئے چراغ دبارِ خلیل میں
جُنبش ہوئی دوبارہ پرِ جبرئیل میں
چھننے لگی شعاعِ تفکّر کے بابؑ سے
پھُوٹی کرن، جبینِ رسالت مآبؐ سے

نکھرا ادب، خیال کو حاصل ہوئی زباں

دمکی جبینِ حرف پہ، معنیٰ کی کہکشاں

چھلکیں شرابِ نغمۂ حق کی گلابیاں

داؤد یت نے پیش کیا تاجِ زر فشاں

یوسف بڑھے، جمالِ فراواں لئے ہوئے

پریاں در آئیں، تختِ سلیماں لئے ہوئے

لفظوں کی موجِ رنگ میں غلطاں ہوئے گہر

لہجے کی آب جو میں چلی کشتیٔ قمر

نوکِ قلم سے علم کی، طالع ہوئی سحر

اور پھر سحر کی چھوٹ پڑی ذوالفقار پر

بالائے ذوالفقار، علم جگمگا اٹھا

اور ضوفشاں علم پہ قلم جگمگا اٹھا

گھومی کلید فضل، کُھلا قفلِ فیضِ عام

ناگاہ آسمان پہ، گونجا زمیں کا نام

گردش میں آئے نعرۂ صلِّ علیٰ کے جام

پڑھتے ہوئے درود پڑھے انبیاء تمام

کعبے کے گرد ایک کرن گھومنے لگی

روحِ محمدؐ عربی جھومنے لگی

شب ہائے ابر و آں میں ہوئی صبحِ منجلی

بادِ مراد ' نازشِ محملِ گلی گلی

عرفانِ کائنات کی چٹکی کلی کلی

اور روحِ ارتقا نے پکارا کہ "اے علی"

"لے یہ کلیدِ علم ' یہ گیتی کا باب ہے

اس خاک کو ابھار کہ تو ' بوتراب ہے"

"اٹھ، اور جلا چراغِ سرِ بزمِ آب و گِل"
"لا تشنگیوں کو کھینچ کے، چشموں کے متّصل"
"پھونکا گیا، جو خاک کے ارماں ہیں مضمحل"
"سینے میں، اس زمیں کے دھڑکتا نہیں ہے دِل"
"ڈوبی ہوئی ہے نبضِ جہانِ علیل کی"
"پیدا کر اس جمود میں رو سلسبیل کی"

"اے خاتمِ پیمبر آفاقِ کے نگیں"

"اے کارسازِ نور، وکلاہِ سرِ یقیں"

"اِس بات کو زمیں پہ کوئی جانتا نہیں"

"یعنی خدا اسی حسینہ بھی موجود ہے کہیں"

"کوئی زمیں پہ کوہے نہ ضو آسمان پر"

"بنیادِ اعتقاد رکھ اپنی زبان پر"

"انکارِ کبریا کے براہین ہیں طویل"

"اور دین کے خلاف ہے دنیا کا ہر وکیل"

"نقاش و نقش و صانع و مصنوع کی دلیل"

"اس دور میں ثبوتِ خدا کی نہیں کفیل"

"ہاں باب امن کھول در فتنہ بند کر"

"ہاتوں پہ ناطقے کے خدا کو بلند کر"

"ہاں، شمعِ ذات، خیمۂ" الفاظ میں جلا"

"لیلائے عشق کو محملِ تقریر میں بٹھا"

"گوشِ بشر کو چشمِ حقیقت نگر بنا"

"کانوں سے لوگ دیکھ سکیں جلوۂ خدا"

"تیرے بیاں پہ غُل غُلہ اُٹھّے دُرود کا"

"یوں پیش کر ثبوت خُدا کے وُجود کا"

"وحدت کے باب میں نہ اگر کد کرے گا تو"
"پائے گا کبریا کا تصور نہ آب و بو"
"فکر بشر نماز پڑھے گی بلا وضو"
"تا یوم دیں صمد میں رہے گی صنم کی بو"
"لپٹا ہوا تفنن وہم و قیاس میں"
"دائم خدا رہے گا بشر کے لباس میں"

"چمکے گا تیری فکر سے ہر گوشۂ جمال"

"لائے گا تو خیال کے موسم میں اعتدال"

"انسان کے ذہن میں ہیں جو اشکالِ ذوالجلال"

"اک تو ہی لا سکے گا اُن اشکال پر زوال"

"یہ تو کہے گا جلوۂ بجز واہمہ نہیں"

"جو دیکھنے میں آئے وہ بُت ہے خدا نہیں"

"دُنیا کو تو بتائے گا یہ نکتۂ جمیل"
"یعنی ازل سے ایک توانائیِ جلیل"
"جس کی کوئی نظیر نہ جس کا کوئی عدیل"
"اس کارگاہِ وقتِ گریزاں کی ہے کفیل"

"اظلال و اِنجذاب نہ وہ انعکاس ہے"
"دُنیا سے دور ہے نہ وہ دُنیا کے پاس ہے"

"انسان کے مزاج کی اس میں نہیں ہے بُو"

"وہ کچھ نہیں ہے کچھ بھی نہیں ہے سوائے ہُو"

"وہ شاہِ نرم طبع، نہ سلطانِ تند خو"

"وہ دل نواز دوست، نہ ہمت شکن عدو"

"وہ پائے بندِ رسمِ وفا و جفا نہیں"

"جذباتِ جس پہ ٹوٹ پڑیں وہ خدا نہیں"

"ہاں، دِن کو، تو، کرے گا سِیہ رات سے جُدا"

"وزنی حقیقتوں کو روایات سے جُدا"

"اللہ کو تمام قیاسات سے جُدا"

"اسماء وصفِ وسمت واشارات سے جُدا"

"داغوں سے تو احد کے ورق کو بچائے گا"

"شخصی تعیّنات سے حق کو بچائے گا"

"پرکھے گا تیرا عِلم ہی اِس کائنات کو"

"جانچے گی تیری عقل ہی خونِ حیات کو"

"وہ تو ہے جو کھرچ کے نقوشِ صِفات کو"

"دیکھے گا اِک حکیم کے مانند ذات کو

"بے حد کو حبس خانۂ حد سے چھڑائے گا"

"تو کبریا کو دامِ عدد سے چھڑائے گا"

"اے صِدق کے مُحیط، حقائق کے آبشار"

"اے حق کے بادشاہ، مَعارف کے تاج دار"

"اے علم کے خدیو، تفکّر کے شہریار"

"نوعِ بشر کو فکر و عمل کی طرف پکار"

"ہاں، صبحِ زندگی کی شفق ہے ترا وجود"

"ایفائے عہدِ رحمتِ حق ہے ترا وجود"

"تجھ کو ہے کس قدر ابدیت سے اتصال"

"تیرا ہر اک دقیقہ و صد قرنِ بے مثال"

"تیری ہر ایک موجِ نفس میں بصد جمال"

"رفتارِ نور کے ہیں پر افشاں ہزار سال"

"تیرا مقام دائرۂ عزّ و جل میں ہے"

"عمرِ مسیح و خضر ترے ایک پل میں ہے"

"جلوت میں بادشاہ ہے خلوت میں تو فقیر"

"جنگاہ میں جواں، حریمِ خرد میں پیر"

"دشتِ وغا میں طبل"، "ادب گاہ میں صریر"

"میدان میں حدید" "مقالات میں حریر"

"سو معجزوں کا عطر ہے تیری حیات میں"

"اضداد کس قدر ہیں تری ایک ذات میں"

"مہرِ ادب" "مفسّرِ آیاتِ دل نشیں"

"نقّادِ فن" "مصوّرِ اشکالِ ماہ وطیں"

"میرِ دماغ" "محورِ دل" "مصدرِ یقیں"

"دستورِ عشق" "مبصّرِ دنیا" "فقیہِ دیں"

"نبّاضِ شرع وزہد" "رقیبِ جنونِ زندگی"

"خاقانِ دہر" "واضعِ قانونِ زندگی"

"آبِ مکاں، ایامِ زماں، آیۂ مبین"

"کنزِ علوم، کاشفِ سِر، کعبۂ یقیں"

"قاضیٔ دہر، قبلۂ دوراں، قوامِ دیں"

"منشائے عصر، معنیٔ کُن، میرِ عالمین"

"تابندگیٔ طرّۂ طرفِ کلاہِ علم"

"مولائے جاں، رسولِ تمدّن، الٰہِ علم"

"آواز، جاں نواز، ترنّم، جہاں فروز"

"تیور، تمام ساز، تکلّم، تمام سوز"

"دانش، مہِ دو ہفتہ، نظر، مہرِ نیم روز"

"تقریر، فہم باف، خموشی، خیال دوز"

"تجھ سے جو آشنا ہے، وہ جوہر شناس ہے"

"تیری زبان، ذہنِ بشر کا لباس ہے"

"تیرا سخن وہ سیلِ جوابات بے مثال"

"شاداب جس کی موج سے ہر تشنہ لب سوال"

"تیرا ہر ایک لفظ، دو صد مکتبِ خیال"

"تیری زباں میں روشنیٔ وجہِ ذوالجلال"

"ہوتا نہ تو، تو سان نہ چڑھتی یقیں پر"

"قرآں کی زبان نہ کھلتی زمیں پر"

"تو" دیکھتا ہے کاہ میں طوفانِ کہکشاں"

"ذرّات بے سواد میں، شہروں کے کارواں"

"تخمِ تنک وجود میں صحرائے بے کراں"

"نقطے کی جیب تنگ میں فرہنگِ اِیز داں"

"کانٹے میں سیلِ جلوۂ گُل دیکھتا ہے تو"

"ہر جزو میں تجلّیِ کُل دیکھتا ہے تو"

"تجھ سے فروغِ کشورِ دنیا و دیں میں ہے"

"خمخانۂ وجود ترے ساتگیں میں ہے"

"دریائے جود و فضل تری آستیں میں ہے"

"قرآں ترے خطوطِ جبینِ مبیں میں ہے"

"مرکز ہے تو زمیں پہ حُسنِ قبول کا"

"تو ہاتھ ہے خدا کا، قلم ہے رسول کا"

"تیرا جمال ہے کہ سرو برگِ لالہ زار"

"تیرا جلال ہے کہ تجلّائے ذوالفقار"

"تیرا دماغ ہے کہ نویدِ کشودِ کار"

"تیری نگاہ ہے کہ شجاعِ ابد سوار"

"تیری یہ ضَو ہے گنبدِ لیل و نہار میں"

"یا حرفِ "کُن" ہے خاطرِ پروردگار میں"

"تیرا وجودِ پاک، نظر گاہِ مہر و ماہ"

"آنکھیں، چراغِ کعبہ۔ زباں، سازِ لا الٰہ"

"نقشِ قدم، جبینِ سماوات کی کلاہ"

"اُمّ الکتاب چہرہ تو حبلِ متین نگاہ"

"شکلِ بشر میں آیۂ صدق و صفا ہے تو"

"اک ذی نفس دلیلِ وجودِ خدا ہے تو"

"اے رہ برِ خجستہ وادیِ ہادیٔ نکو"

"عرفان کا تو شکوہ رسالت کی آبرو"

"تو ہی ہے اے مدبّرِ دارالقضائے ہو"

"تاریخ روزگار کی دیرینہ آرزو"

"اٹھ زندگی کو فکر ہے اپنے علاج کی"

"حاجت ہے ایک بندۂ یزداں مزاج کی"

"دنیا کی قاہری کا تسلط ہے دین پر"

"سجّین کا قدم ہے سرِ علیّین پر"

"کانپا ہے ابد کے نورِ شعور و یقین پر"

"اے آسمانِ رشد اتر آ زمین پر"

یوں گوشِ دل میں جذب یہ گفتار ہو گئی

پیدا علیؑ کے ساز میں جھنکار ہو گئی

ناگاہ جھن جھنائے فضا کے تمام تار

بڑھنے لگی شعاع، سمٹنے لگا غبار

پھر سلام، ادب سے جھکا فرقِ روزگار

آواز دی نقیبِ فلک نے کہ ہوشیار!

تھامے رکاب دولتِ دنیا و دیں چلی

سوئے زمیں سواریٔ عرشِ بریں چلی!!

ؔ فارسی میں یہ لفظ اس معنی پر دلالت نہیں کرتا۔ مگر میں ایسے تمام مہنّد الفاظ کے ساتھ عطف و اضافت کو جائز قرار دیتا ہوں۔

چلمنِ حریمِ عالمِ ارواح کی اٹھی
نکلی حجابِ قدس سے ایک زندہ روشنی
ضوبار روحِ پنجتنِ پاک ہو گئی
شمعِ حواسِ خمسۂ آفاق جل اٹھی
تاریکیوں سے روئے زمیں پاک ہو گیا
روشن تمام مطلعِ ادراک ہو گیا

کعبے سے آفتابِ امامت عیاں ہُوا

حلّالِ مشکلاتِ رسالت عیاں ہُوا

مہرِ نظامِ شمسیٔ قدرت عیاں ہُوا

دارائے کاروبارِ مشیّت عیاں ہُوا

خلّاقیت کا ذوق سرافراز ہو گیا

اِک دَورِ علم و فکر کا آغاز ہو گیا

محرابِ تیرگی جو ہوئی روشنی سے شق

علمائے زندگی نے اٹھایا ربابِ حق

خود سے کتابِ علم کے کھلنے لگے ورق

نکلا حریمِ حرف سے ہر معنیٔ ادق

دورِ خزاں، چمن سے، بہ فرمانِ گل گیا

اک مکتبِ جدید کا دروازہ کھل گیا

جھومی دیارِ نُطق میں ابلاغ کی بہار

لفظوں کے زیر و بم میں چھڑے روح کے ستار

فقروں کی تند رو میں پر افشاں ہوئے شرار

گرنے لگے زمیں پہ ستاروں کے آبشار

لہجے میں ایک نہر سی مواج ہو گئی

لب ہل گئے زبان کی معراج ہو گئی

سینوں میں آگہی کا شرر جگمگا اُٹھا

گیتی پہ ماہِ علم و ہنر جگمگا اُٹھا

گردوں پہ مہرِ نقد و نظر جگمگا اُٹھا

رُخسارۂ قضا و قدر جگمگا اُٹھا

دوشِ طرب پہ زُلفِ مشیت بکھر گئی

بکھری، کمر تک آئی، کمر سے گزر گئی

ناقدریِ کمال کا باطل ہُوا اثر

چونکے دماغ، فکر بنی جنسِ معتبر

بے چارگی کی خشت سے اُٹھا سرِ ہنر

بے مائیگی کی خاک سے اُبھری کُلاہِ زر

ذرّاتِ نو دمیدہ کو چھُو ما نجُوم نے

انگڑائی لی فضاؤں پہ قوسِ عُلوم نے

یک جا ہوئے تمام براہینِ منتشر

خلعت مِلا دلیل کو، منطق کو، حیز دیا

اک نقطۂ عظیم پہ قائم ہوئی نظر

معنیٰ ہوئے طویل، مقالات مختصر

فیضِ نظر سے کھوئی ہوئی شان مِل گئی

فکرِ دقیقہ سنج کو میزان مِل گئی

گُل ہوگیا زمیں پہ اوہام کا چراغ

تشکیک سے یقیں کو حاصل ہُوا فراغ

جھونکا نسیمِ عقل سے نوعِ بشر کا باغ

اُترا دماغ دل میں تو دِل بن گیا دماغ

اوجِ خرد پہ صبح کی سُرخی عیاں ہُوئی

یہ آئے تو حریمِ نظر میں اذاں ہُوئی

سلمائے روزگار کو، زیبِ قبا ملی

انسانیت کو، دولتِ صد ارتقا ملی

ہنستی ہوئی قدر کے گلے سے قضا ملی

آغوشِ میں رسول کو اپنی دعا ملی

جیسے ہی نصفِ نور، ملا، نصفِ نور سے

اپنے کو کرِہ دگار نے دیکھا غرور سے

منبر پہ آفتابِ تکلّم عیاں ہُوا

موجِ ہَئے غدیر لئے، خُم عیاں ہُوا

دریائے رحمت میں تلاطُم عیاں ہُوا

انصاف کے لبوں پہ، تبسُّم عیاں ہُوا

ڈالی نگاہ فخر سے، دُنیا نے، دین پر

قرآن، آسمان سے اترا، زمین پر

اَسرارِ کائنات، اُلٹنے لگے نقاب
تعبیر کے حُدود میں آئے زمیں کے خواب
مَعنیٰ سے روشناس ہوا حرفِ خاک و آب
اَیوانِ روزگار میں یوں آئے بوتُراب
جیسے ورودِ شبنمِ تابندہ پھول پر
گویا نزولِ وحی، بُطونِ رسول پر

احساسِ اندفاع کو طبل و علم ملا

قرطاسِ بے سواد کو زرّیں قلم ملا

زلفِ تصوّراتِ الوہی کو خم ملا

اللہ کو ثبوت، نبیؐ کو حشم ملا

فیضِ سخن سے، دین کی تکمیل ہو گئی

اجمالِ ذوالجلال کی تفصیل ہو گئی

لیلائے زندگی کے بجا ہو گئے حواس

پہنا تصوّرات نے، افکار کا لباس

ایوانِ علم و حلم کی محکم ہوئی اساس

پیدا ہوئی زمیں پہ اک قومِ حق شناس

جس سے بنائے قصرِ خداداد پڑ گئی

ایک مطمحِ نگاہ کی بنیاد پڑ گئی

اک مختصر گروہ کے بڑھنے لگے قدم

برہم ہوا مزاجِ سلاطینِ ذی حشم

پھر بھی ڈرے نہ لشکرِ اشرار تازہ دم

اعلانِ امرِ حق کے اٹھائے گئے علم

ظلمت کے رہ روؤں کو دکھائے گئے چراغ

صحرا کی آندھیوں میں جلائے گئے چراغ

جب سے اُگیں نقوش، وہ تصویر بن گئی

تصویر، اک شعاعِ جہاں گیر بن گئی

کانپی شعاع، مشرقِ تفسیر بن گئی

تفسیر، اک رُوات کی زنجیر بن گئی

زنجیرِ طاقِ رُوح کی قندیل ہو گئی

قندیل، قوسِ عرش میں تبدیل ہو گئی

تاباں ہوئے عُلوم درخشاں ہوئے عُقول

روشن ہُوا زمیں تدبّر کا عرض و طُول

معقولیت کے سر کو ملا افسرِ قبُول

شائستہ زندگی کے مُرتّب ہُوئے اُصُول

جو برقِ طورِ فکر ہے وہ نور مِل گیا

دُنیائے بے نظام کو دستور مِل گیا

محرابِ حق میں روحِ خطابت ہوئی عیاں
جھومیں سروں پہ رشد و ہدایت کی بدلیاں
اُٹھی نگاہ، خم ہوئے ابرو، کھُلی زباں
دوڑے ہوا پہ تیر، لچکنے لگی کماں
نکلی جو منھ سے بات، دلوں میں اُتر گئی
ذہنِ گریز پا کی سواری ٹھہر گئی

پیدا ہوئے حدیقۂ مِلّت میں برگ و بار
زائل ہوا معاشرۂ حق کا اِنتشار
سیدھی ہوئیں صفیں، تو مرتّب ہوئی قطار
مِضرابِ اتحاد سے کانپے دِلوں کے تار
ماتھے پہ نقشِ ابروئے پیوستہ بن گیا
یک جا ہوئے نفوس تو گل دستہ بن گیا

پایا حصارِ فرش نے عرش بریں کا باب

بیداریوں کی رَو سے، اُٹھے پردہائے خواب

انفاسِ زندگی کا مُرتّب ہُوا حساب

اِک لاکھ، عمل کی مُدوّن ہوئی کتاب

سلمائے زندگی کی تمنّا نکل گئی

خاکِ سیاہ، نور کے سانچے میں ڈھل گئی

اُٹھی نگاہِ فضل، پئے بارشِ کمال

دوڑا رُخِ کلام پہ تخئیل کا جمال

پایا سخن کے جام نے افسردہ ہلال

برسا ادب کے باغ پہ خورشید کا زلال

بازارِ آب و رنگ میں فنکار آگئے

شمعیں اُٹھائے ثابت و سیّار آگئے

فیضِ نظر نے، خاک کو بستاں بنا دیا

ہر ریشۂ گیاہ کو مژگاں بنا دیا

ہر خار و خس کو سنبل و ریحاں بنا دیا

ہر شاخِ بے ثمر کو، رگِ جاں بنا دیا

بے آب روئے زمیں کو گل زار کر دیا

تاروں کا رس نچوڑ کے ذرّوں میں بھر دیا

نکھرے ضمیر، ذہن کو حاصل ہوا سرور

ایوانِ جاں کے طاق میں چمکا چراغ طور

الفاظ آسماں کے منوّر ہوئے قصور

قرآں کے حروف میں داخل ہوا شعور

ذوقِ سخن کو قوّتِ اعجاز مل گئی

تخیلِ کردگار کو آواز مل گئی

بہر سلام، لیلئ ارض و سما اٹھی

دیکھا رخِ قبول تڑپ کر دعا اٹھی

چٹکیں فضائیں، نیند سے ٹھنڈی ہوا اٹھی

قبلے سے جھومتی ہوئی کالی گھٹا اٹھی

کیا رت بہ فیضِ قبلۂ حاجات آگئی

ساقی! خدا کا شکر کہ برسات آگئی

بَرساتِ بنتِ راوی و جمنا و نیل و گنگ

بَین و سَرود برَبط و عوَد و رباب و چنگ

طَنبورہ و ربانہ و طاؤس و جَل ترنگ[1]

شعر و شراب و شاہد و شَرنازو رقص و رنگ

برسات کی ہوائے معطّر کا واسطہ

مَے خانہ کھول ساقیِ کوثر کا واسطہ

---

[1] اگر صوتی اکراہ نہ پیدا ہو تو ہندی الفاظ کے ساتھ عطف و اضافت ایک مستحسن اقدام ہے۔

ساقی! اڑی ہوئی ہے خراباتیوں کی صف

پھیلا ہوا ہے ابرِ گہر بار ہر طرف

بوتل کا کاگ کھول، اُٹھا کیف باردف

لا بادۂ مدینہ و پیمانۂ نجف

تطہیر کی ردا ہے فلک پر تنی ہوئی

دے، دامنِ رسولِ خدا کی چھنی ہوئی

ساقی، برس رہی ہے گھٹا، بولتی ہوئی

فرشِ زمیں پہ لعل و گہر رولتی ہوئی

سینوں میں، کشتیوں کی طرح، ڈولتی ہوئی

بوچھار سے، دِلوں کی گرہ، کھولتی ہوئی

در کھول، قصرِ بادۂ انساں نواز کا

"یہ وقت ہے شگفتنِ گلہائے ناز کا"

ساقیِ شگفتہ باد، وہ مے خانہ کھل گیا

وہ بدلیاں ہواؤں پہ گرجیں، وہ دف بجا

چمکیں وہ بجلیاں، وہ پرافشاں ہوئی فضا

وہ لَو اُٹھی، وہ زمزمہ گونجا، وہ کاگ اُڑا

فتّاحِ بابِ منزل و مقصد ہوئی پری

قصرِ بلور سے وہ برآمد ہوئی پری

گرجا فلک پہ ابر، بھرے مغ بچوں نے جام

چہروں پہ رنگِ مُل کے جھلکنے لگے خیام

صلِّ علیؑ کی موج سے گونجے ستون و بام

قدسی تمام دوڑ پڑے بہرِ انتظام

محرابِ حق کا نور نے پردہ اٹھا دیا

سجادہ آسماں نے زمیں پر بچھا دیا

کیا مے کدے کا رتبۂ عالی ہے مرحبا

مسند پہ انبیاءؑ تو پسِ خم ملائکہ

شیشوں پہ ہے بخطِ جواہر لکھا ہوا

بطحا و کاظمینؑ و خراساں و سامرا

محراب پر ہے درج، یہ منزل شرف کی ہے

یہ کربلا کی مے ہے، وہ صہبا نجف کی ہے

غِلمان، ادب کے ساتھ، لیے جامِ زرنگار

رطلِ گراں کے طوف میں، حورانِ گُل عِذار

خُدّام کے لباس میں شاہانِ ذی وقار

بندوں کے سر پہ، دامنِ مولائے روزگار

خم آسمان، ساغرِ آبی لئے ہوئے

شانے پہ کائنات، گلابی لئے ہوئے

گونجی ہوئی فضاؤں پہ، مستانہ ہاؤ ہو،
قُل قُل کی رہ میں شعلہ آواز "والشّر بُو"
ذرّوں سے بات چیت، ستاروں سے گفتگو
آواز میں، وِلا کے چھلکتے ہوئے سبُو،

خاصانِ حق، شرابِ مودّت پیے ہوئے
سینے تمام، اجرِ رسالت لئے ہوئے

ہر ایک چنگ، نغمۂ افسوں لیے ہوئے

ہر اک اُمنگ، دولتِ قاروں لیے ہوئے

ہر اک ترنگ، شوخیٔ مجنوں لیے ہوئے

ہر ایک رنگ، قامتِ موزوں لیے ہوئے

ہر بار، ایک تان نئی، ٹوٹتی ہوئی
ہر زمزمے سے ایک کرن پھوٹتی ہوئی

اللہ ری موجِ نشۂ عالی کی سروری

ساقی! کچھ اور گھوم گیا چرخِ چنبری

گونجی، بلندیوں پہ وہ آوازِ قنبری

ہاں اور سوئے خم وہ مِرا عکسِ بو ذری

ہاں، ہاں اسی روش سے چلے دور ساقیا

وہ موجِ سلسبیل اٹھی۔ اور ساقیا

بدلا، وہ دیکھ منظرِ موسم کا انتظام

پل بھر میں، نورِ صبح تو پل بھر میں رنگِ شام

اک آن میں، فضاؤں پہ مہرِ جواں خرام

اک آن میں فراز پہ ماہِ شگفتہ گام

کیا شوخیاں ہیں عالمِ راز و نیاز کی

بجلی بھڑک رہی ہے نشیب و فراز کی

صلِّ علیٰ، فضائیں قمر بار و دُرفشاں
گُل بیز و مُشک ریز و جُنوں خیز و مے چکاں
جھونکے فسانہ بار، ہوائیں ترانہ خواں
تُرکانِ شوخ، قوس کے پُل پر رواں دواں
صہبائے مُشک بار سے روحیں دُھلی ہوئی[1]
لیلائے عرش و فرش کی زُلفیں کُھلی ہوئی

---

[1] مَیں "ہوئیں" کے عوض "ہوئی" کو ترجیح دیتا ہوں۔

ساقی ہمیشہ یاد رہے گا یہ اہتمام

قصرِ حواس کے ہیں درخشاں ستون و بام

قدموں پہ میرے لوٹ رہا ہے مہِ تمام

بس اب نہ دے شراب کہ یہ [illegible] ہے جام

اس وقت دل کی جوت جگائے ہوئے ہوں میں

پلکوں پر اس کُرے کو اٹھائے ہوئے ہوں میں

مینا کے سر پہ دیکھ ، وہ منبر عیاں ہُوا

منبر پہ نورِ ساقیِ کوثر عیاں ہُوا

کانپا عرض ، ہوا وُں پہ جوہر عیاں ہُوا

وہ آفتابِ طلعتِ حیدر عیاں ہُوا

پڑنے لگا فضا پہ وہ پرتو بتول کا

اُڑنے لگا فلک پہ وہ دامن رسول کا

دمکا وہ آسماں، وہ فروزاں ہوئی زمیں

وہ خاتمِ جہاں کا درخشاں ہوا نگیں

چمکی فرازِ عرش پہ وہ سبطین کی جبیں

لو دے اٹھا وہ ناصیۂ ختمِ مرسلیں

وہ آلِ مصطفٰے کی سواری عیاں ہوئی

وہ روحِ کربلا کی عماری عیاں ہوئی

عَبّاس کے شباب نے زلفیں وہ کھول دیں
اکبر کی وہ فضا پہ مسیں بھیگنے لگیں
وہ باوجودِ شیب بانداز دل نشیں
اُٹھی حبیب ابنِ مظاہر نے آستیں
موجِ ہوا پہ غرفۂ تیغِ دو دم کھلا
وہ سطوتِ حسینؑ کا زریں علم کھلا

طوفان میں وہ کشتیِ ایماں رواں ہوئی

قلزم میں، روحِ بحر شکن پرفشاں ہوئی

امواج سے وہ چادرِ زینب عیاں ہوئی

وہ بادبان ہلے، وہ بھنور میں اذاں ہوئی

برپا، دیارِ سیل میں، کہرام ہوگیا

طوفان، وہ دیکھ، لرزہ براندام ہوگیا

موجِ ہوا، ترانۂ تہلیل ہو گئی

کونین، زیرِ شہپرِ جبریل ہو گئی

احکامِ ذوالجلال کی تعمیل ہو گئی

منشائے کردگار کی تکمیل ہو گئی

انساں کی عظمتوں کے دفینے ابھر گئے

وہ دیکھ، زندگی کے سفینے ابھر گئے

ایوانِ سلطنت کے وہ در غرق ہو گئے

جن میں ہوا بھری تھی وہ سر غرق ہو گئے

وہ قصر ہائے لعل و گہر غرق ہو گئے

اُٹھی لہو کی موج، کہ تنبو غرق ہو گئے

چمکے علم، وہ گنبدِ بدر و حنین پر

دمکا وہ تاجِ فتح جبینِ حسینؑ پر

پھر موج اک اُٹھی وہ بطحے میں ساقیا

جاگا خروشِ فتح ہر اک نَے میں ساقیا

پھیلی ضیائے کون و مکاں لَے میں ساقیا

وہ پھوٹی فضائے رگ و پے میں ساقیا

گونجی صدائے نغمۂ دل کائنات میں

شہنائیاں بجیں وہ حریمِ حیات میں

لے، وہ نجف کی سمت سے آنے لگی صدا

اے جوشِ نکتہ سنج مری انجمن میں آ

آ، اور جھوم جھوم کے نغماتِ نو سنا

ساقی! مرا سلام ادب لے کے میں چلا

مولائے کائنات، اور آواز دے مجھے!!

اے جبرئیل! قوّتِ پرواز دے مجھے!!

شیشوں میں روح کاہکشاں ناچتی ہوئی

سینوں میں برقِ رطلِ گراں ناچتی ہوئی

مسند پہ صبحِ باغِ جناں ناچتی ہوئی

شانۂ بقا پہ عمرِ رواں ناچتی ہوئی

چہروں پہ شام و جام کی سُرخی رچی ہوئی

رگ رگ میں ساز و ناز کی دھومیں مچی ہوئی

آنکھوں میں، غرفہ ہائے گلستاں کھلے ہوئے

درہائے قصرِ دولتِ ایماں کھلے ہوئے

بندِ قبائے یوسفِ کنعاں کھلے ہوئے

خم کے قریب، رحل پہ قرآں کھلے ہوئے

زندانِ سرفرازہ پہ افشاں ہواؤں پر

ہاتوں پہ عرش، فرقِ سماوات پاؤں پر

غلطیدہ آسماں پہ شبستاں کی روشنی

اور خم کدے پہ عترت و قرآں کی روشنی

قرآن یہ، رسول کے داماں کی روشنی

اور چہرۂ رسول پہ یزداں کی روشنی

یزداں کی روشنی کا تموّج، قلوب میں

ایک سیل رنگ و نور شمال و جنوب میں

افسوں بدوش بارگہ آب آتشیں

اک نقطۂ طلسم پہ ٹھہری ہوئی زمیں

اور قلب پر محیط، باندازِ دل نشیں

ایسی اک آن، وقت کا جس میں گزر نہیں

کثرت، نوائے نغمۂ وحدت لیے ہوئے

ہر لمحہ، جیب میں، ابدیت لیے ہوئے

پبلشر: —— عیدوخیاں۔ لکھنؤ
پرنٹر: —— سرفراز قومی پریس۔ لکھنؤ